برصغیر ایرانی سفرناموں کے آئینے میں

پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال شاہد، صدر شعبۂ فارسی، جی سی یونیورسٹی، لاہور

Abstract

Persian Language and Literature has an important role in Sub-continent. Persian Travelogue is a popular form of Literature in prose and poetry and has a high place in Learning and Studies of Language, Customs, Culture, Social behaviors', architect, believes and religions etc. there are so many Persian accounts in the shape of published books and also in the form of manuscripts in the famous and even in unknown libraries of the world. This article is a study of the face of Sub-continent in Persian Travel Account.

سفرنامہ سیّاح کا چشم دید منظوم یا منثور بیانیہ ہوتا ہے اور سفر اس کی بنیادی شرط ہے۔ لفظ، سفرنامے کے ساتھ ہی انجانی بستیوں، اجنبی سرزمینوں، انوکھے مناظر اور عجیب و غریب مخلوقات و واقعات کے تذکروں کا تصور صفحۂ ذہن میں نمودار ہوتا ہے۔ تجسس و تحیّر اور خوف و نشاط ایسے عناصر ہیں جو انسان کو سیر و سفر پر اکساتے ہیں اور اسی آرزو نے آگہی کے ایسے در وا کیے کہ انسان نے خلا و ملا کو تسخیر کر ڈالا۔

برصغیر پاکستان و ہند کی وسیع سرزمین اپنے تصوراتی حُسن، متنوع اقوام، رنگارنگ ثقافتوں اور زمینی و سمندری عجائبات کے سبب ہر جستجو گر کے لیے خاص کشش کی حامل رہی، اس جادونگری نے کثیر سیّاحوں کو آمادۂ سفر کیا اور اُن میں سے بیشتر نے اپنی یادداشتیں بھی رقم کیں۔

ان یادداشتوں میں سیّاحوں کے اپنے ذوق و ہنر اور پیشہ و مہارت کے لحاظ سے تنوع پایا جاتا ہے اور مختلف علوم و فنون کے گراں بہا آثار اس وسیلہ سے مدّون و محفوظ ہوگئے ہیں۔ اِن آثار میں سے بعض تاریخ، جغرافیہ، نجوم، ریاضی، ہیئت، دواوین اور حتیٰ کہ تصاویر و نقشہ جات جو براہِ راست سفرناموں کے زمرے میں نہیں آتے، انہیں ''سفرنامہ گونہ'' کے ذیل میں شمار کیا جاتا ہے۔ ان سفرنامہ گوں یادداشتوں کے سلسلہ تواریخ پر نظر ڈالی جائے تو ایرانی تاجر سلیمان سیرافی کی یادداشتیں (۲۳۷ھ/ ۸۵۱ء) اولین آثار کی صورت میں دکھائی دیتی ہیں جن پر ابوزید سیرافی نے تکمیلی مطالب کا اضافہ کیا اور گابریل فران (G. Farrand) نے فرانسیسی زبان میں ان کا ترجمہ کیا۔[1]

مروزی نے ''کتاب الحیوان'' ۵۱۴ھ/ ۱۱۲۰ء میں تالیف کی اور مینورسکی نے اس کا عربی متن، انگریزی ترجمے اور اپنے

تحقیقی نوٹس کے ساتھ شائع کیا۔

ایک ناشناختہ مؤلف کی ’’کتاب اخبارالصین والھند‘‘ عربی نثر قدیم کا نادر نمونہ ہے جو ساوجٹ (J. Savaget) نے فرانسیسی ترجمے کے ہمراہ چھاپا۔[۲]

ایک ایرانی، ملّاح رام ھرمزی کی معروف کتاب ’’عجائب الھند‘‘ سمندر کے مشاہدات و مخاطرات، مخلوقات مافوق الفطرت اور دلچسپ و ناقابلِ یقین قصّوں پر مشتمل ہے۔ نامور جغرافیہ شناس اور معروف مستشرق کراچکوفسکی (Krachkovsi) نے اپنی نفیس کتاب ’’تاریخ ادبیات جغرافیائی اسلامی‘‘ میں اس طرح کے افسانہ پردازانہ مطالب کا مفصل جائزہ لیا ہے۔[۳]

برصغیر اپنی حشر سامانیوں، بے پناہ ثروت، انباشتہ گنجینوں، پرشکوہ محلات اور عظیم پرستشگاہوں کے سبب ہمیشہ کشورگشایانِ جہان کے لیے بھی دیارِ مرغوب رہا ہے۔ ان جنگ آوروں کے ہمراہ آنے والے ادیبوں و شاعروں کے آثار جو اگرچہ سفرنامہ نویسی کے قصد سے تحریر نہیں کیے گئے، لیکن یہ آثار بھی سفرنامہ گونہ ادب کے ضمن میں شمار ہوتے ہیں۔

ابوریحان البیرونی نے محمود غزنوی (۹۹۸-۱۰۳۰ء) کے ساتھ ہندوستان کا سفر اختیار کیا اور اس کی گراں قدر تصنیف ’’تحقیق ماللہند‘‘ (۴۴۰ھ/ ۱۰۳۸ء) اس نوع کی اہم کتابوں میں سے ہے جس میں مردم شناسی، تحقیقات تاریخی و جغرافیائی و مشاہدات معاشرتی سبھی کچھ موجود ہے۔ نیز اپنی ساخت کے اعتبار سے بھی یہ کاملاً ’’سفرنامہ‘‘ کے زمرے میں آتی ہے۔ لیکن مصنف کے مقصدِ اصلی کے پیشِ نظر یہ تحقیقی و علمی ادب میں شمار کی جاتی ہے۔[۴] میرزا مہدی خان منشی کی کتاب ’’جہانگشای نادری (۱۱۷۱ھ)‘‘ بھی متن تاریخی کے حوالے سے پہچانی جاتی ہے۔[۵]

آتش افروزوں اور جنگ آوروں کے ساتھ ساتھ کاروانِ شعر و ادب بھی اس سرزمین کے لیے مہر و دوستی کا پیام آور بنا۔ فرخی سیستانی، محمود غزنوی کے ہمراہ ہندوستان آیا، اس کا دیوان ہندوستان کے بارے میں منظوم تاریخچہ ہے اور قصیدۂ سومنات، سفرنامۂ ہندوستان کی حیثیت رکھتا ہے۔[۶]

مکتبی شیرازی (۹۱۶ھ/۱۴۱۰ء) ہندوستان کے دریائی راستے سے دیارِ عرب و صحرای نجد گیا اور ’’لیلیٰ مجنون‘‘ کا نسخۂ اصلی حاصل کیا۔ مکتبی نے اپنی مثنوی ’’لیلیٰ مجنون‘‘ میں سفر ہندوستان کی تفصیل بیان کی ہے۔[۷] دیوان کلیم کاشانی (۱۰۲۱ھ/۱۶۵۰ء) بھی ہندوستان کی مسافرت کے مطالب سے پُر ہے۔[۸] میرزا جلالا (۱۰۸۳ھ) نے کشمیر اور چشمہ سارو یرناک کی خوب منظرنگاری کی ہے۔[۹] میرزا حسن عکاسباشی کا ’’مجموعہ عکس ھای تاریخی‘‘ (۱۲۳۲-۱۲۹۴ش) ہندوستان کا تصویری سفرنامہ ہے۔[۱۰] سفرنامۂ خیالی ’’مکالمہ سیّاح ایرانی با شخصِ ہندی‘‘ بھی اپنی ساخت کے لحاظ سے ’’سفرنامہ گون‘‘ ادب میں آتا ہے۔[۱۱]

برصغیر کے متعلق ایرانیوں کے فارسی زبان میں چھپے ہوئے سفرناموں یا خطی نسخوں کی صورت میں مختلف مآخذ اور فہرستوں میں سفرنامہ کے عنوان سے متعارف ہونے والے آثار میں سے محمود بن امیر ولی بلخی (۱۰۰۴ھ/۱۵۹۵ء) کا سفرنامہ ’’بحرالاسرار فی مناقب الاخیار (۱۰۴۵ھ)‘‘ تاریخی اعتبار سے اولین سفرنامہ ہے۔[۱۲]

اگرچہ محمود بن امیر ولی ’’انگیزہ اصلی سفرنامہ سیر و سفر محض مشاہدات و خالص تماشا منظر نامہ‘‘ تھا لیکن بقول ریاض الاسلام ’’محمود بن امیر ولی ھمیشہ در جستجوی عجائب است و بیشتر توجہ وی بہ رویدادھای غیر عادی و ماورای طبیعی و بہ ویژہ بیان حسن و

زیبائی خوشرویان ھند وسیلان است و مانند برخی از سیاحگران وی تجربہ ھای خویش را با شرح غیرضروری و بااغراق بہ تحریر درمی آورد‘‘ جیسا کہ محمود خود لکھتا ہے:

’’پندمن نیوش وچشم از مناظر این دوست رویان دشمن کوی فرو پوش کہ:

هندیان شمع رو فروخته اند
خانه سوزان، خانه سوخته اند
تازه رویان این خوش آیین باغ
دیده را مُردمند و دل را داغ [۱۳]

سیاحت نامۂ ساعی (۵۸-۱۰۵۷ھ) اگرچہ دل انگیز نظم و نثر کا بہترین نمونہ اور مردم گنجہ، تبریز، قزوین و اردبیل، سردار بدگل و اسپ لاغر، شتر اور اس کے غلامِ پلید کی زندہ تصاویر کا بہترین مجموعہ ہے لیکن ہندوستان کی جغرافیائی و معاشرتی معلومات کے لحاظ سے ناقص ہے۔[۱۴]

مثنوی نورالمشر قین بہشتی ھروی (۱۰۶۱ھ) احسن اللہ خان ظفر (-۱۰۳۷ھ) صوبیدار کشمیر اور شہزادہ مراد بخش (-۱۰۷۰ھ/ ۱۶۵۹ء) کے زمانے کے واقعات کا چشم دید منظوم بیانیہ ہے؛ جو بقول بہشتی ھروی ’’تحفۃ العراقین‘‘ خاقانی کے جواب میں لکھی گئی۔ اگرچہ ادبی نکتۂ نظر سے سُست مایہ ہے لیکن کشمیر اور اس دور کے سیاسی احوال کے ضمن میں سودمند اطلاعات کی حامل ہے:

آیی خود کابل و پیشاور
ملك اتك است و شهر لاهور
آنگه سر هند و تخت دهلی
از پادشاهان است بخت دهلی
کشمیر مگو بهشت ثانی
خضرش دهقان و مسیح بانی
یك قطعه بوستان فردوس
گلدستهٔ گلستان فردوس
آبش روح روان مآب است
خاکش به لطافت گلاب است [۱۵]

محمد ابراہیم سالک قزوینی کی مثنوی محیط الکونین (۱۰۶۱ھ) سفرنامے کی ہئیت میں صاحبانِ ادب وشعر کا تذکرہ ہے۔ سالک ہندوستان کے جس شہر میں گیا وہاں کے بزرگان دین اور شاعروں کا ذکر ضرور کیا:

یك عارف سالکش نظام است
کاین ملك ازو به این نظام است

او را ھمہ مقتدا نویسند
سر کردۂ اولیاء نویسند
و آن شعلہ فروز معنوی داشت
سوزی کہ کلام خسروی داشت[۱۶]

سیّد محمد حسرت مشہدی کی مثنوی ''سفر بہ ھند'' (۱۱۴۴ھ) نسخہ خطی کا آخری حصہ افتادہ ہونے کی وجہ سے برصغیر کے متعلق زیادہ اطلاعات سے فاقد ہے۔[۱۷]

سفرنامہ عبدالکریم (۱۱۵۲-۵۶ھ) نادر شاہ کے ہمرکاب عبدالکریم نامی شخص، جس کے بارے میں تفصیلات موجود نہیں، کا رقم کردہ ہے۔ سفرنامہ اگرچہ مختصر ہے لیکن نادر شاہ اور برصغیر کے اس دور کی اطلاعات کے لیے معتبر منابع میں شمار کیا جاتا ہے۔[۱۸]

سفرنامۂ حزین لاھیجی (۱۱۵۴ھ) بھی چونکہ صرف دو راتوں کے عرصے میں تحریر ہوا مختصر اور حزین لاھیجی کے روایتی شکوہ و شکایتِ ہندوستان سے لبریز ہے:

''من این مدت اقامت را در این مملکت از زندگانی محسوب نداشتہ، ھمانا آغاز رسیدن بہ سواحل این ملک انجام عمرو حیات بود... از دو ماہ افزون در تتہ اقامت نمودہ، از بی صبری و حرکت از ایران، خود را ملامت کردم و از اختیار نکردن سفر بہ ممالک فرنگ ندامت کشیدم''[۱۹] اس کے باوجود یہ سفرنامہ دورۂ صفوی کے اواخر اور نادر شاہ کے دور کے معتبر مآخذ میں آتا ہے اور فارسی زبان کی نثر فصیح کے اعلیٰ نمونہ کے طور پر شناخت کیا جاتا ہے۔

میر عبداللطیف شوشتری (۱۱۷۲ھ/ ۱۷۵۸ء- ۱۲۲۰ھ/ ۱۸۰۵ء) کا تعلق ایران کے علمی خانوادہ سے تھا اور بنگال میں آصف جاہ کی طرف سے نمایندگی پر مامور ہوا۔ تحفۃ العالم (۱۲۱۶ھ) اس کا واحد اثر ہے جو انیس فصلوں پر مشتمل، مفصل سفرناموں میں شمار ہوتا ہے۔ عبداللطیف چونکہ اشراف طبقے سے تھا اس لیے ایست انڈیا کمپنی کے ارباب اختیار کے ساتھ آمد و رفت تھی اور انگریزی ثقافت و معاشرت و آداب و رسوم سے متاثر تھا۔ اکثر انگریزوں کی مملکت داری و قوانین کی ستائش کرتا ہے اور اسی وجہ سے تُحفۃ العالم پر تنقید بھی کی جاتی ہے۔ اس کے باوجود تحفۃ العالم ہندوستان کے دینی مراسم اور تہواروں کے مفصل بیان کی وجہ سے کامیاب سفرنامہ ہے اور اس میں احوالِ دانشمندان و شاعران کا عنصر اس کے اعتبار میں اور زیادہ اضافہ کر دیتا ہے۔[۲۰]

میرزا ابوطالب لندنی کا سفرنامہ ''مسیر طالبی'' (۱۲۱۹ھ) اگرچہ بنیادی طور پر مسافرتِ فرنگ پر مشتمل ہے لیکن چونکہ وہ کلکتہ سے سفر پر روانہ ہوا اور واپس لوٹا، اس لیے اس میں برصغیر کے متعلق اطلاعات موجود ہیں۔ خصوصاً بمبئ میں ایرانی پارسیوں کے قصّے اور تاریخی عمارات کے بارے میں مستند اطلاعات ''مسیر طالبی'' کو اہم تاریخی دستاویز کا درجہ دیتے ہیں۔[۲۱]

مرآت الاحوال جہان نما (۱۲۲۵ھ) آقا احمد بہبہانی (۱۱۹۱ھ/ ۱۷۷۶ء- ۱۲۳۵ھ/ ۱۸۹۰ء) کے پندرہ سالہ علمی سفر کی روداد ہے۔ آقا احمد، آقا محمد علی بہبہانی (۱۲۱۶ھ/ ۱۸۰۱ء) کے فرزند اور عراق و ایران کے مشہور علمی خانوادے سے تھے۔ مرآت الاحوال کے متعدد خطی نسخے مختلف کتابخانوں میں موجود ہیں۔ علی دوانی نے چار نسخوں کی اساس پر تصحیح و مقدمے کے ساتھ اسے ۲

مجلد میں تہران سے شائع کیا ہے۔ ''مرآت الاحوال'' سفرنامہ کی ہیئت میں دانشمندوں، شاعروں اور علماء کی زندگی کا ایک انسائیکلوپیڈیا ہے۔ جس میں ہندوستان کے مراسم و مذاہب کے علاوہ دیگر متداول علوم پر مفصّل تبصرے موجود ہیں۔[۲۲]

مولانا محمد بن صادق خطا شوشتری (۱۱۷۵ھ/ ۱۷۶۱ء) کا ''جام جہان نما'' بھی مختلف علوم وفنون پر ایک دانشنامے کی حیثیت رکھتا ہے اور مرآت الاحوال کی طرح اس میں بھی علم نجوم، حیوان شناسی، دریانوردی کے علاوہ علم جفر اور علم تکثیر وغیرہ کے بارے میں مفصل مضامین موجود ہیں۔[۲۳]

ابوالفتح حسنی حسینی ملقب بہ سلطان الواعظین ۱۲۲۱ھ/ ۱۷۰۶ء میں اصفہان سے بندر بوشہر اور بمبئ کے راستے حیدرآباد آئے اور تقریباً دس برس تک ہندوستان میں مقیم رہے۔ سلطان الواعظین، آخوند ملا علی نوری (۔۱۲۴۶ھ) کے شاگردِ خاص تھے۔ ان کا سفرنامہ ''تحفۃ الخاقانیہ'' بھی علمی سفرناموں میں شمار ہوتا ہے۔ جس میں ہندی ثقافت وفرہنگ، عبادات و اعیاد کے علاوہ ملا علی نوری کا عقیدہ تناسخ کے بارے میں مکمل رسالہ نقل کیا گیا ہے۔ یہ سفرنامہ ہندوستانی سکالر سید محمد مہدی نے تہران یونیورسٹی ایران سے پی ایچ ڈی فارسی کے حصول کے لیے ۱۳۷۳ش میں تصحیح کیا۔[۲۴]

میر سید علی نیاز شیرازی (۱۱۹۷ھ/ ۱۷۸۲ء۔ ۱۲۶۳ھ/ ۱۸۴۶ء) کا مثنوی کے قالب اور بحرِ متقارب میں منظوم ''سفرنامہ ہندوستان'' ہندی معاشرت خصوصاً مجالس اور دعوت ھای مہمانی کی صادق منظرکشی ہے:

و ز ایشان یکی پس ضیافت نمود
ضیافت مگو کان سیاست نمود
ز اقسام ''دال'' آنچہ موجود بود
در آن شهر آن شب مهیا نمود
زهر قسم سبزی کہ از خاك رُست
خورش های هندی نمودی درست
ز سوپاری و آهك و مرچ و پان
نموده بود آرایش بزم و خوان
هم از کنجنیهای کہ مشهور بود
در آن شهر آن روز مقدور بود
چہ چندا و مہ پاره و ماهتاب
چہ مخمور و همچون خمار و گلاب
خلاصہ کہ بودند در رنگ و بو
بہ حسن و بہ آواز و رفتار و مو
دلم را نمودند القصّہ پاك
ز خور سندی آن شب ازان ناچ و راگ [۲۵]

زین العابدین تمکین شیرازی (۱۱۹۴ھ/ ۱۷۸۰ء) کے آثار بستان السیّاحہ، ریاض السیّاحہ و حدایق السیّاحہ (۱۳۳۷ھ- ۱۲۴۸ھ) بھی پُرارزش علمی، ادبی و عرفانی مآخذ میں شمار ہوتے ہیں۔[۲۶]

حسن علی شاہ معروف بہ آقا خان محلاتی، شاہ خلیل اللہ کرمانی بانیِ فرقہ اسماعیلیہ کے فرزند، ایران میں (۱۲۱۵ھ/ ۱۸۰۰ء) میں پیدا ہوئے۔ ’’عبرت افزا‘‘ (۱۲۷۸ھ) ان کی یادداشتوں اور شرح مہاجرت پر مشتمل ہے اور اپنی نگارش کے سال ہی بمبئی سے شائع ہوئی۔ ہندوستان کی طرف سفر، سندھ کے واقعات خصوصاً سندھ کے حکمرانوں اور انگریزوں کی کشمکش کے علاوہ نسب نامہ اسماعیلیہ، عقائد فرقہ اسماعیلیہ اور تاریخ بزرگان آقا خان؛ ’’عبرت افزا‘‘ کی مستند اطلاعات ہیں۔[۲۷]

’’سفرنامۂ شیراز بہ ھند‘‘ (۱۲۸۶ھ) میرزا محمد کاظم الفت اصفہانی کی منظوم گزارش سفر ہند ہے۔ یہ مسافرت شیراز میں قحط سالی (۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء) کے دوران میں کی گئی۔ الفت اصفہانی دریائی راستے سے بوشہر سے بمبئی پہنچا اس لیے اس میں بمبئی کے بارے میں زیادہ اشعار موجود ہیں۔[۲۸]

سیاحت نامۂ میرزا فضل اللہ حسینی (۱۲۹۰- ۱۲۹۴ھ) سیاسی سفرناموں میں شمار ہوتا ہے۔ نثر سادہ و رواں اور اصطلاحات زیادہ تر انگریزی واداری ہیں۔[۲۹]

حاجی محمد علی پیرزادہ نائینی نے دو مرتبہ فرنگ (انگلستان) کا سفر اختیار کیا۔ اپنے دوسرے سفر میں اس نے ہندوستان کا راستہ اختیار کیا؛ کراچی اور بمبئی میں مقیم ہوا۔ اس کے سفرنامے میں کراچی اور بمبئی کے سیاسی اور معاشرتی احوال موجود ہیں۔[۳۰]

معصوم علی شاہ شیرازی (۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۳ء) کا سفرنامہ ’’تحفۃ الحرمین‘‘ سفرنامہ حج ہے۔ معصوم علی شاہ نے حج سے واپسی پر براستہ ہندوستان ایران کا سفر اختیار کیا اس لیے بمبئی کے جزوی ذکر کے ساتھ یہاں کے فرہنگ و ثقافت اور مذاہب کا ذکر بھی اس کے سفرنامہ میں آ گیا ہے۔[۳۱]

میرزا محمود خان حسینی شیرانی متخلص بہ نعمت (۱۲۷۱ھ/ ۱۸۵۴ء- ۱۲۴۵ھ/ ۱۹۲۴ء) کے ’’سفرنامہ ھندوستان‘‘ (۱۳۰۹ھ) کی سب سے بڑی خاصیت ہندوستان کے فنون لطیفہ کا بیان ہے۔

سفرنامۂ ابوالحسن میرزا شیخ الرئیس قاجار (۱۳۱۲ھ) زیادہ تر بمبئی کے سرشناس ایرانیوں یا شیعہ مذہب کی کی مجالسِ وعظ اور مراسم کی اطلاعات پر مبنی اور عمومی ثقافت و فرہنگ سے ناقد ہے۔

اسماعیل فرزند صحافباشی کا سفرنامہ ’’مقابر ھند‘‘ (۱۲۱۳ھ- ۱۳۲۴ھ) ہندوستان کی آٹھ تاریخی عمارات کے بارے میں مختصر رسالہ ہے؛ تاج محل، مقبرہ جلال الدین اکبر، قلعہ آگرہ، مقبرہ میرزا غیاث الدین، مقبرہ شیخ سلیم چشتی، قطب مینار، مقبرہ رنجیت سنگھ اور ہندوؤں کی ایک تاریخی عمارت کے بارے میں تمام معلومات بشمول نقشہ جات وغیرہ اس میں موجود ہیں۔

ابراہیم صحافباشی دورۂ قاجار کے معروف تاجروں میں سے تھا۔ جس نے پہلی مرتبہ ایران کے سینما گھروں میں فلمیں نمائش کیں۔ صحافباشی کو ایران میں گرامافون کا واردکنندہ بھی خیال کیا جاتا ہے۔ اس نے کئی تجارتی سفر کیے لیکن سفر کی فقط ایک ہی یادداشت ’’سفرنامہ ابراہیم صحافباشی‘‘ (۱۳۱۵ھ) کے عنوان سے رقم کی، جو دراصل امریکا، یورپ اور جاپان کا سفرنامہ ہے۔ واپسی پر صحافباشی براستہ ہانگ کانگ، سنگاپور اور سیلان، بمبئی پہنچا اور بمبئی سے کراچی۔ اگرچہ بمبئی اور کراچی کے متعلق معلومات

بہت کم مگر بہت جامع رقم کیں:

> ''انگلیسی کہ در ھند ھستند بہ نوعی کبر و غرور دارند کہ فرعون بہ پای شان نمی رسد. سبب این است کہ ھر انگلیسی کہ بہ ھند یا ایران آمد دیگر میل نمی کند مراجعت بہ لندن نماید. خود شان را مثل چوپان بہ گلہ می بینند.''[۳۵]

میر سید علی تبریزی، ناصرالدین شاہ قاجار کے زمانے میں (۱۲۸۸ھ/ ۱۸۷۱ء) میں ایرانی سفارت خانے میں معاون کار پرداز تھا۔ مظفر بختیار اُسے قاجاری دور کا ایسا خبر گذار سمجھتا ہے جس نے ہندوستان میں انگریزی حکومت کی خفیہ اسناد ایران کے خلاف ناصرالدین کو ارسال کیں۔[۳۶] میر سید علی کا سفرنامہ جام جم ہندوستان (۱۳۱۶ھ)، برصغیر کے بارے میں ایک مکمل فرہنگی، ثقافتی، جغرافیائی و معاشرتی رپورٹ ہے۔ خصوصاً ہندوستان میں مقیم پارسیوں کے بارے میں دقیق اطلاعات کا مآخذ ہے۔[۳۷]

آقا محمد خان قاجار قوانلو ملقب بہ کاشف السلطنہ (۱۲۴۴ش/ ۱۸۶۵ء) ایران میں چائے کاشت کرنے کی وجہ سے ''چایکار'' کے نام سے بھی معروف ہے۔ چایکار کے متعلق معروف ہوگیا کہ وہ چائے کے بیج اپنی چھڑی میں چھپا کر ایران لے گیا۔ لیکن ثریا کاظمی نے اس کی تردید کی ہے:

> ''بہ اشتباہ معروف است کہ کاشف السلطنہ تخم چای را در عصای خود پنهان کرد و بہ ایران آورد کہ دروغ محض است و ساختہ و پرداختہ سیاست انگلیسی، کہ خواستہ بودند کاشف السلطنہ را قاچاقچی معرفی کنند...''[۳۸]

''سفرنامہ و گذارش ھای کاشف السطنہ چایکار'' (۱۳۱۶ھ) میں برصغیر کی معاشرت، ذکر پاشاھان و عماراتِ تاریخی کے علاوہ ہندوستان میں مقیم ایرانیوں کے بارے میں بھی معلومات موجود ہیں۔

میرزا سراج الدین حکیم کے سفرنامہ یورپ ''تحف اہل بخارا'' میں بمبئی، حیدرآباد دکن اور دہلی کا ذکر موجود ہے، جس میں سراج الدین نے تاریخی عمارات کا ذکر کیا ہے۔[۳۹]

میرزا محمد علی محلاتی معروف بہ حاج سیّاح (۱۲۵۲ھ/ ۱۸۸۶ء۔ ۱۳۴۴ھ/ ۱۳۲۵ء) اپنے دو سفرناموں ''سفرنامۂ فرنگ'' اور ''خاطرات حاج سیّاح (۱۳۲۸ھ)'' کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں۔ خاطرات حاج سیّاح میں ایران، ہندوستان، عربستان اور سفرحج کی روداد رقم ہے۔ خاطرات حاج سیّاح کی باقی سفرناموں سے انفرادیت، حاج سیّاح کی بمبئی میں آقا خان محلاتی سے ملاقات اور اسماعیلی مراسم ہیں۔[۴۰]

اسماعیل سیّاح کے ''سفرنامۂ ہندوستان'' (۱۳۴۷۔ ۱۳۵۴ھ) میں ہندوستان کے تقریباً تمام معروف شہروں کا ذکر موجود ہے۔ اسماعیل سیّاح کا موضوع اکثر تاریخی عمارات ہیں، جس میں جزئی تفصیل بھی بیان کی گئی ہے۔[۴۱]

محمد رضا طباطبائی کی کتاب ''بزم ایران'' کا اصلی موضوع سفرنامہ نہیں لیکن وہ اس کی تألیف کے ضمن میں ہندوستان کی مسافرت کے متعلق بھی بیان کرتا ہے۔ اس لیے ''بزم ایران'' سفرنامۂ ہندوستان کے ذیل میں متعارف ہوگئی۔ بہرحال اس سے رامپور شہر اور کتابخانے کے متعلق مفید معلومات حاصل ہوتی ہیں۔[۴۲]

حواشی:

۱۔ رک: دیویدوایٹ ہاؤس۔آندرد ویلیامسن، بازرگانی دریائی ساسانیان، انتشارات کشترانی ملی آریا، تہران (بی۔تا) و حورانی، جرج دریانوردی عرب در دریای ھند، ترجمہ محمد مقدم، انتشارات ابن سینا، تہران، ۱۳۳۸ش

۲۔ Savaget, Jean(ed). Relation de la China el-de Inde. Paris. 1948.

۳۔ Van, Derlith-Devicl M. Livre des Marvoilles de. L. Inde. E. J. Brill. Leide. 1883-19889.

۴۔ دانا شرست، اکبر؛ فلسفہ ھند قدیم، ترجمہ کتاب تحقیق ماللھند بیرونی، امیر کبیر، تہران، مقدمہ، ھادی حسن، مجموعۂ مقالات ھادی حسن، تہران۱۳۷۳ش، ص۱۷۳

۵۔ مہدی خان، میرزا؛ جہانگشای نادری، انتشارات سروش وانتشارات نگار، تہران۱۳۷۰ش صص ۱۵۔۱۵

۶۔ ھادی حسن، صص۱۷۲۔۱۷۹

۷۔ اسماعیلی اشرف؛ لیلی مجنون مکتبی شیرازی، شیراز۱۳۴۳ش، ص۱۸

۸۔ پرتو بیضائی، دیوان کلیم کاشانی، تہران۱۳۳۲ش، ص۱۸

۹۔ صافی، قاسم؛ نامہ ھاونوشتہ ھای میرزا جلال، تہران۱۳۷۴س ۱۔۱۰۳

۱۰۔ صافی، منصور، پیدائش عکاسی در شیراز، انتشارات سروش، تہران ۱۳۶۹ش، ص۹

۱۱۔ شاہد، محمد اقبال؛ نقد و بررسی سفرنامہ ھای فارسی رربارۂ شبہ قارہ، رسالہ دکتری دانشگاہ تہران ۱۳۷۷ش، ص۱۳

۱۲۔ Riaz-ul-islam.Bahr-ul-asrar karachi 1980pp1-2

۱۳۔ محمود بن امیرولی، بحرالاسرار فی مناقب الاخیار، بہ تصحیح و مقدمہ ریاض الاسلام، کراچی، ۱۹۸۰ء، صص۲۔۳

۱۴۔ ن.ک: ساعی، سیاحت نامۂ ساعی، قند پارسی، شمارہ۱، دہلی، ۱۳۶۹ش

۱۵۔ بہشتی ھروی، نورالمشرقین، نسخہ خطی کتاب خانہ ملی، تہران، شمارہ ۵۱۵۳، ص۱۴۷

۱۶۔ سالک قزوینی، دیوان سالک قزوینی، نسخہ خطی کتابخانہ مجلس تہران، شمارہ ۹۹۱، ص۸۳

۱۷۔ ن.ک: حسرت مشہدی، سید محمد؛ سفر بہ ھند، نسخہ خطی کتابخانہ مرکزی دانشگاہ تہران، شمارہ ۲۶۲۷

۱۸۔ ھدایت، محمود؛ در رکاب نادر شاہ (سفرنامہ عبدالکریم)، تہران، ۱۳۲۳ش، ص۲

۱۹۔ حزین لاھیجی، شیخ محمد علی؛ تذکرہ حزین، اصفہان، چاپ دوم، ۱۳۳۴ھ، ص۸۷

۲۰۔ ن.ک: شوشتری، عبداللطیف خان؛ تحفۃ العالم، بہ کوشش صمد موحد، تہران، ۱۳۶۲ش

۲۱۔ ن.ک: ابوطالب لندنی، میرزا، مسیر طالبی؛ بہ کوشش حسین خدیوجم، تہران، ۱۳۷۳ش

۲۲۔ ن.ک: دوانی، علی؛ مرآت الاحوال جہان نما، آقا احمد بہبہانی، تہران، ۱۳۷۰ش

۲۳۔ ن.ک: خطا شوشتری، جام جہان نما، نسخہ خطی کتابخانۂ خورشید احمد خان، اسلام آباد، شمارہ ۵

۲۴۔ ن.ک: سلطان الواعظین، ابوالفتح حسنی حسینی، تحفۃ الخاقانیہ، بہ تصحیح سید محمد مہدی، رسالہ دکتری زبان و ادب فارسی،

دانشکدہ ادبیات، دانشکدہ تہران، ۱۳۷۳ش

۲۵۔ نیاز، سید علی؛ سفرنامہ ھندوستان، نسخہ خطی کتابخانہ آستان قدس، مشھد، شمارہ ۸۹۷۵، گ ۷-۸

۲۶۔ ن.ک: شیروانی، زین العابدین؛ بستان السیّاحہ، کتابخانہ سنائی، تہرانی (بی تا)

- حدایق السیّاحہ، تہران، ۱۳۴۸ش
- ریاض السیّاحہ، تہران، ۱۳۳۹ش

۲۷۔ ن.ک: آقا خان محلاتی، حسن علیشاہ؛ عبرت افزا، بہ کوشش حسین کوھی کرمانی، تہران، ۱۳۲۵ش

۲۸۔ ن.ک: الفت اصفہانی، محمد کلیم؛ جُنگ الفت اصفہانی، نسخہ خطی کتابخانہ مرکزی دانشگاہ تہران، شمارہ ۳۰۸۳

۲۹۔ منزوی، احمد؛ فہرستوارہ کتابھای فارسی، ج۱، تہران، ص۱۳۹؛ فضل اللہ حسینی، سفرنامہ، میرزا فضل اللہ خان، نسخہ خطی کتابخانۂ ملی ایران، تہران، شمارہ ۱۱۵ف

۳۰۔ ن.ک: پیرزادہ حاجی محمد علی؛ سفرنامۂ حاجی پیرزادہ نائینی، بہ کوشش حافظ فرمانفرمائیان، تہران، ۱۳۶۲ش

۳۱۔ ن.ک: معصوم علیشاہ، نایب الصدر شیرازی؛ تحفۃ الحرمین، بہ کوشش مظفر بختیار، انتشارات بابک، تہران، ۱۳۴۲ش

۳۲۔ ن.ک: محمود شیرازی، سفرنامۂ ھندوستان، نسخہ خطی کتابخانہ آستان قدس مشھد، شمارہ ۸۹۴۸

۳۳۔ ن.ک: شیخ الرئیس، ابوالحسن میرزا؛ سفرنامۂ ھندوستان، نسخہ خطی کتابخانہ عمومی آیت اللہ العظمی گلپایگانی قسم، شمارہ ۱۵۹۲

۳۴۔ ن.ک: صحافباشی اسماعیلی؛ مقابر ھند، بہ تصحیح عارف نوشاہی، معارف، شمارہ ۱، تہران فروردین، تیر ۱۳۷۵ش

۳۵۔ صحافباشی، ابراہیم؛ سفرنامہ ابراہیم صحافباشی، بہ اہتمام محمد مشیری، تہران، ۱۳۷۵ش، صص ۹۸-۹۹

۳۶۔ ن.ک: مظفر بختیار؛ گزارش ھای سیاسی مأمور ایران از ھند، مجلّہ در زمینۂ ایران شناسی، تہران، زمستان ۱۳۶۸ش

۳۷۔ ن.ک: اختر حسین؛ سفرنامہ جام جم ھندوستان، مجلّہ دانش، اسلام آباد، شمارہ ۴۱، ۱۳۷۳ش

۳۸۔ کاظمی، ثریا، حاج محمد میرزا کاشف السلطنہ ''چایکار'' تہران، ۱۳۷۲ش، ص ۳۵

۳۹۔ ن.ک: سراج بخارایی؛ تحف اہل بخارا، مطبع کاگان، بخارا، ۱۳۳۰ھ

۴۰۔ ن.ک: سیّاح حمید؛ مقدمہ خاطرات حاج سیّاح، بہ تصحیح سیف اللہ گلکار، تہران، ۱۳۲۶ھ

۴۱۔ ن.ک: اسماعیل سیّاح، سفرنامہ ھندوستان، نسخہ خطی کتابخانہ آیت اللہ مرعشی، قُم، شمارہ ۱۶۷۲

۴۲۔ ن.ک: محمد رضا طباطبائی، بزم ایران، قُم، ۱۳۸۰ھ

☆☆☆